قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 12 مارچ 2020ء 16 رجب 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 62

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۶﴾

(المائدہ:56)

ترجمہ: یقیناً تمہارا دوست اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (خدا کے حضور) جھکے رہنے والے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

علامتِ توبہ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی گناہ کے محرکات اسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور گناہ کے بدنتائج سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے۔ پھر آنحضورؐ نے یہ آیت پڑھی ۔ ’’اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! توبہ کی علامت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ۔ ندامت اور پشیمانی علامتِ توبہ ہے۔

(الدرالمنثور جلد 1 صفحہ 261، قشیریہ باب التوبہ صفحہ 49)

فرمان خلیفہ وقت

تکبر سے اجتناب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔ آپؐ نے فرمایا : یہ تکبر نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے ، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: دوزخ اور جنت کی آپس میں بحث اور تکرار ہوگئی۔ دوزخ نے کہا کہ مجھ میں بڑے بڑے جابر اور متکبر داخل ہوتے ہیں اور جنت کہنے لگی کہ مجھ میں کمزور اور مسکین داخل ہوتے ہیں ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کوفرمایا کہ تو میرے عذاب کی مظہر ہے۔ جسے میں چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں ۔ اور جنت سے کہا تو میری رحمت کی مظہر ہے جس پر میں چاہوں تیرے ذریعہ رحم کرتا ہوں ۔ اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا بھرپور حصہ ملے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب النار یدخلہا الجبارون…)

اللہ کرے کہ ہر احمدی عاجزی، مسکینی اور خوش خلقی کی راہوں پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحم کی نظر حاصل کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ کی جنت میں جانے والا ہو اور ہر گھر تکبر کے گناہ سے پاک ہو۔‘‘

(خطبات مسرور جلداوّل صفحہ 274)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

استغفار ۔ عذابِ الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے

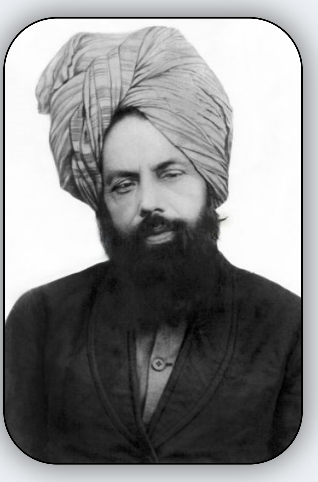

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ بجائے خود مرضِ طاعون عذاب شدید ہے۔ دُوسرا قانون اس پر سخت ہے۔ جو دوسرا عذاب ہے اور مرض بھی بڑھ کرہے۔ عورت ہو یا بچہ ہو الگ کیا جاتا ہے اورگھر کو خالی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس مرض اور اس کے قانون پر غور کرکے میرے دل میں ایک درد پیدا ہوا اور میں نے تہجد میں اس کے متعلق دُعا کی تو الہام ہوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اب خیال ہوتاہے کہ وہ الہام جو ہوا تھا کہ:

’’کون کہہ سکتا ہے اے بجلی! آسمان سے مت گر۔‘‘

شاید اسی سے متعلق ہو۔

میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزول بلا دُعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے اور عذابِ الٰہی سے اُن کو بچالیتاہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نُصحاًللہ کہتا ہوں اپنے حالات پرغورکرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دُعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار، عذابِ الٰہی اور مصائب شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتاہے۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال:34) اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو، تو استغفار کثرت سے پڑھو۔‘‘

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 191)

اس شمارہ میں

درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام داخل کرنے کی حکمت
مکرم افضال احمد عابد کی یاد میں
جلسہ جات ’’یوم مصلح موعودؓ‘‘ تنزانیہ
حضرت بابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آف انبالہ
وبائی امراض میں ہمدردی کی تعلیم اور دعاؤں کی نصیحت
جماعت احمدیہ گلاسگو کی تبلیغ سے قازقستان میں احمدیت کا آغاز

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے اخلاق

حضرت عبداللہؓ بن مسعود آغاز اسلام سے ہی رسول کریم ﷺ کی ذاتی خدمت سے وابستہ ہوگئے تھے اور سفر وحضر میں رسول اللہ ﷺ کی خاطر بظاہر چھوٹی مگر بنیادی اور اہم خدمات بجالایا کرتے تھے۔ مثلاً رسولؐ اللہ کی مسواک وضواورغسل کے لئے پانی کا بروقت مہیا کرنا۔ بیٹھنے کے لئے بچھونے اور آرام کے لئے بستر کا انتظام کرنا۔ وقت پر بیدار کرنا غسل کے لئے پردے کا اہتمام کرنا اور آپ ﷺ کے جوتے سنبھالنا وغیرہ۔ اسی بناء پر ابن مسعودؓ ’’صاحب السواك‘‘، ’’صاحب الوسادہ‘‘ اور ’’صاحب النعلین‘‘ کے القاب سے بھی یاد کئے جاتے تھے۔

(ابن سعد جلد3ص)

ان خدمات کے باعث ان کا اکثروقت آنحضرت ﷺ کے گھر میں آنا جانا رہتا تھا اور رسول کریم ﷺ نے آپؓ کو اپنے گھر میں آنے کی خصوصی اجازت عطا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب آپ میری آواز سن رہے ہوں اور دروازے کے آگے پردہ نہ ہو تو آپ کو گھر کے اندر آنے کی اجازت ہے سوائے اس کے میں خود کسی وقت روک دوں۔ (اصابہ جز4ص129)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ پردہ کے احکام کے نازل ہونے سے پہلے کی بات ہوگی جیسا کہ نبی کریمؐ کے ایک اور خادم حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے گھر آیا جایا کرتا تھا۔

(مسند احمد جلد نمبر 3ص 238)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی جب یمن سے مدینہ آئے تو ابتدائی زمانہ میں ہم عبداللہؓ بن مسعود کو خاندان نبویؐ کا ہی ایک فرد سمجھتے رہے۔ کیونکہ ان کو اور ان کی والدہ کو ہم اکثر رسول اللہ ﷺ کے گھر آتے جاتے دیکھتے تھے۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن مسعود)

الغرض عبداللہؓ بن مسعود نے آنحضرت ﷺ کا دامن مضبوطی سے پکڑا اور آپؐ سے سیکھا اور خوب سیکھا۔

حضرت ابن مسعودؓ رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ صحبت اور تربیت کے نتیجہ میں ایک عبادت گزار راست باز اور عالم باعمل انسان بن گئے۔ حضرت عمرانؓ کی عبادت گزاری اور حسن تلاوت کا ایک بہت ہی خوبصورت واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت حضرت ابوبکرؓ اور میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں گشت کے لئے نکلے۔ دریں اثناء عبداللہؓ بن مسعود کے پاس سے ہمارا گزر ہوا وہ نفل نماز میں قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوکر ان کی تلاوت سنتے رہے۔ پھر عبداللہؓ بن مسعود رکوع میں گئے اور سجدہ کیا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ایمان اور نہ ختم ہونے والا یقین عطا کر اور نبی کریم ﷺ کی رفاقت اگلے جہاں میں نصیب فرما۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ !اب جو مانگو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور جو بھی دعا کرو گے قبول ہوگی۔

پھر نبی کریم ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو یہ فرمایا ’’جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ قرآن شریف کو اس طرح تروتازہ پڑھے جس حال میں وہ نازل کیا گیا ہے۔ تو اسے عبداللہ بن مسعود سے قرآن شریف سیکھنا چاہئے۔‘‘

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی شادی بنوثقیف کے ایک اچھے گھرانے میں ہوئی۔ آپ کی اہلیہ حضرت زینبؓ بنت عبداللہ مدینہ کی ایک مخیرخاتون تھیں وہ حضرت عبداللہؓ پراپنا مال خرچ کیا کرتی تھیں۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو صدقے کی تحریک فرمائی۔ میرے میاں عبداللہ کے مالی حالات کمزور تھے میں نے ان سے پوچھا کہ جو صدقہ میں نے کرنا ہے اگر میں وہ آپ پر خرچ کردوں تو کیا اس کا مجھے ثواب ملے گا؟ انہوں نے کہا تم خود آنحضرت ﷺ سے پوچھ لو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک اور انصاری عورت زینب نامی یہی مسئلہ پوچھنے آئی ہوئی تھی۔ ہم نے حضرت بلال سے کہا کہ آپ ہی ہمیں آنحضور ﷺ سے اس سوال کا جواب لادو مگر ہمارے نام کا ذکر نہ کرنا۔ بلالؓ نے جا کر جب نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پوچھنے والی کون ہیں؟ بلالؓ نے عرض کیا حضور زینب ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کون سی زینب؟ بلالؓ نے عرض کیا ایک توعبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب اور دوسری زینب انصاریہ۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ان دونوں کو بتادو کہ ان کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک رشتہ دار سے حسن سلوک کا اجر دوسرا صدقے کا اجر۔ (مسند احمد جلد نمبر 3ص 502)

اُونچا حوصلہ اَنصار کا

اِک فولادی عزم دل میں بولتا اَنصار کا
کوہساروں سے ہے اُونچا حوصلہ اَنصار کا

عشق و ہمت اور قُربانی کی مٹی سے جُڑا
سلسلہ یثرب کا ہے اَنصار سے اَنصار کا

نہ ہی ڈر نمرود سے اور نہ کسی فرعون سے
ساتھ جو ہے آسمانی بادشاہ اَنصار کا

سب جہاں میں پھیلتے جاتے ہیں یہ شجرِ گلاب
دستِ خوشبو کام کرتا جا رہا اَنصار کا

ہو رہا روشن اندھیرا دین حق کے نُور سے
اُونچا چڑھتا جا رہا خورشید و ماہ اَنصار کا

تَن بدن رہتا ترو تازہ خدا کے کام سے
دین ہی بس دین ہے پانی ہوا اَنصار کا

گھومتا رہتا خِلافت اور خُدا کے اِرد گرد
ایک دریائے محبت باخُدا اَنصار کا

مرتے دَم تک عہد اپنے ہم نِبھائیں گے سبھی
وعدہ ہے تیری محبت سے خُدا اَنصار کا

عبدالجلیل عبادؔ ۔ جرمنی

تبرکات

حضرت مرزا بشیر احمدؓ

درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام داخل کرنے کی حکمت

کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی شان کا اظہار مقصود ہے۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی وجہ کیاہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے بچپن سے ہی تمام گزشتہ نبیوں میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رہی ہے۔ مگر چونکہ (فداہ نفسی) سرورکائنات حضرت محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سب دوسری محبتوں پر غالب ہے اور نہ صرف غالب ہے بلکہ اتنی غالب ہے کہ کسی دوسرے نبی کی محبت کو آپؐ کی محبت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ کی خاص محبت کے باوجود مجھے بچپن سے درود کا یہ فقرہ کہ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ (یعنی اے خدا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح برکتیں نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر نازل کیں) کھٹکا کرتا تھا اور میں خیال کیا کرتا تھا کہ بظاہر ان الفاظ سے حضرت ابراہیمؑ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس دعا میں حضرت ابراہیمؑ کی مثال کا حوالہ دیناہی ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی ایسی خاص برکت حاصل ہے جو ابھی تک ہمارے آنحضرت ﷺ کو حاصل نہیں اور اس خیال کی وجہ سے میں اکثردرود پڑھتے ہوئے بے چین ہو جایا کرتا تھا کہ خدایا! یہ کیا بات ہے کہ ہمارا نبی افضل الرسل اور سید ولد آدم ہے اور پھر بھی درود میں یہ الفاظ داخل کئے گئے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پراسی طرح برکتیں نازل ہوں جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر نازل ہوئیں ۔

آخر میں نے سوچ کر تشریح کا یہ راستہ نکالا کہ حضرت ابراہیمؑ کی مثال دینے میں برکتوں کے درجہ کی طرف اشارہ کرنامقصود نہیں بلکہ صرف ان کی نوعیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو نسل کی کثرت کا غیر معمولی امتیاز حاصل ہوا ہے اور ان کی نسل کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہوئی ہے کہ اس میں کثیر تعداد میں نبی پیدا ہوئے۔ اس لئے میں خیال کرتا تھا کہ شاید اسی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی مثال بیان کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود والی دعا کی جاتی ہے مگر پھر بھی میرا دل پوری طرح تسلی نہیں پاتا تھا اور درود کے ان الفاظ پر پہنچ کر کہ کماصلیت علیٰ ابراهیم مجھے ہمیشہ ایک اندرونی جھٹکا لگا کرتا تھا اور میری روح ایک قسم کی ٹھوکرمحسوس کرتی تھی۔ لیکن ساتھ ہی میرا دل اس یقین سے بھی پُر تھاکہ یہ خدا کی سکھائی ہوئی دعاہے اور ضرور اس میں کوئی خاص حکمت مد نظر ہوگی جو ممکن ہے کئی لوگوں پر ظاہر بھی ہو اور انشاء اللہ مجھ پر بھی کسی دن ظاہر ہو جائے گی۔ آخر کچھ عرصہ ہوا خدا نے مجھے بھی اس کی حکمت پر آگاہ فرما دیا اور اب مجھے خدا کے فضل سے اس تشریح پر جو میرے ذہن میں آئی ہے پوری تسلی ہے۔ میرا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام شامل کرنے میں صرف وہی حکمت مد نظر ہے جو میرے خیال میں آئی ہے۔ خدا بلکہ رسول کے کلام میں بھی بڑی وسعت ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک ہی وقت میں کئی کئی معنے مدنظر ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ جو تشریح میرے ذہن میں آئی ہے، اس سے بھی بڑھ کرکوئی اور حکمت درود میں مخفی ہو۔ مگر اب کم از کم مجھے اپنی جگہ یہ تسلی ضرور ہے کہ جو معنے میرے خیال میں آئے ہیں وہ خدا کے فضل سے نہ صرف درست ہیں بلکہ میرے ذوق کے مطابق لطیف بھی ہیں۔واللہ اعلم بالصواب۔ میں یہ معنے دوستوں کی اطلاع کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔

دوستوں کو یہ تو علم ہی ہے اور دراصل یہ بات اسلامی تاریخ کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے جسے مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں جو حضرت اسمٰعیلؑ کے ذریعہ عرب میں آباد ہوئی اور یہ کہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے مبارک ہاتھوں سے ہی ہوئی تھی۔ جس کا ایک ایک پتھر ان مقدس باپ بیٹوں کی ہزاروں دعاؤں کے ساتھ رکھا گیا۔اور انہوں نے اس موقع پر یہ دعا بھی کی کہ ان کی نسل سے ہمیشہ خدا کے پاک بندے پیدا ہوتے رہیں جن کی توجہ خدا کے دین کے لئے وقف ہو۔ اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے وہ خاص الخاص دعا بھی کی،جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ظہور میں آیا۔ چنانچہ قرآن شریف اس تاریخی دعا کو ان زوردار الفاظ میں بیان فرماتاہے۔

یعنی اے ہمارے رب! تو ہماری اس نسل میں جو اب اس ملک میں پھیلے گی۔ اور تیرے اس مقدس گھر کے ارد گرد آباد ہوگی۔ ایک عالی شان رسول انہی میں سے مبعوث فرما۔ جو انہیں تیری مبارک آیات پڑھ کر سنائے۔ اور انہیں تیری کتاب کی تعلیم دے اور پھر اس کتاب کے احکام کی حکمت بھی سکھادے اور انہیں اپنے پاک نمونہ کی برکت سے ایک ترقی یافتہ زندگی عطا کرے۔ یقیناً تو بڑی شان والا اور بڑی حکمت والا خدا ہے۔

اس دعا کے الفاظ بڑے بھاری فضائل پر مشتمل ہیں۔ مگر مجھے اس جگہ اس دعا کی تفسیر اور تشریح میں جانا مد نظر نہیں بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت مکہ والوں میں ایک ایسے خاص نبی کی بعثت کی دعا کی تھی جو اپنے روحانی اور علمی اور تربیتی پروگرام کے ساتھ بے مثل امتیاز کا مالک بننے والا تھا اور آنحضرت ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ میری بعثت اسی دعا کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ آپؐ کے الفاظ یہ ہیں:۔

انا دعوۃ ابراهیم...

''یعنی میں ابراهیمؑ کی دعا کا ثمرہ ہوں۔''

اب گویا تین باتیں ہمارے ہاتھ میں ہیں۔

(اول) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔

(دوم) یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت مکہ والوں میں ایک عظیم الشان رسول کی بعثت کی دعا کی تھی۔

(سوم) یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت اسی دعا کا نتیجہ تھی۔

اب اگر ہم ان تین باتوں کو مد نظر رکھ کر درودکے الفاظ پر غور کریں تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اور درود میں کماصلیت علیٰ ابراهیم یا کمابارکت علیٰ ابراهیم کے الفاظ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی کمی کے مظہر ثابت نہیں ہوتے بلکہ حقیقتاً اس بات کا ثبوت مہیا کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان اور آپ کی امت کی غیر معمولی ترقیات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے درود میں داخل کئے گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ کماصلیت علیٰ ابراهیم (محمد رسول اللہ ﷺ پر اسی طرح کی برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ پر نازل کیں) اس غرض کے لئے رکھے گئے ہیں کہ تا حضرت ابراہیمؑ کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ کیا جائے جوان کی تعمیر کعبہ کے وقت کی دعا اور اس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ اے خدا! جس طرح تو نے ابراہیم کی دعا سے ابراہیمؑ کی نسل میں ایک عظیم الشان نبی پیدا کیا۔ اسی طرح اب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں بھی غیر معمولی روحانی کمالات کا سلسلہ جاری رکھ ۔ اس طرح درود میں ایک نہایت ہی لطیف اور مقدس دور یعنی پائیس سرکل (Pious Circle) قائم کر دیا گیا ہے۔ اور خدا کے دامنِ رحمت کو اس دعا سے حرکت میں لایا گیا ہے کہ اے خدا! تو محمد رسول اللہ ﷺ پر اسی طرح کی خاص برکات نازل فرما جس طرح تو نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے ذریعہ ابراہیمؑ پر اپنی خاص برکات نازل فرمائیں۔ گویا کماصلیت علیٰ ابراهیم میں جو مثال دی گئی ہے وہ بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات والا صفات سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ حضرت ابراہیمؑ سے اور حضرت ابراہیمؑ کا نام صرف اس مثال کو واضح کرنے اور اس کی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیاہے۔ پس درود کے صحیح معنے یہ ہوئے کہ اے خدا! تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی وہ خاص برکتیں نازل فرما جو تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عالی شان نبی کی بعثت کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ پر نازل کیں۔ گویا چکر کھا کر آنحضرت ﷺ کے کمالات روحانی کی مثال خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی لوٹ آئی اور کماصلیت علیٰ ابراهیم کے الفاظ میں حضرت ابراہیمؑ کی برتری اور فوقیت کا کوئی سوال نہ رہا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے اوپر تشریح کی ہے۔ دراصل محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے برکتوں کی دعا خود آپ کی اپنی ہی مثال دے کر مانگی گئی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کا نام صرف اس مثال کی تشریح کے لئے لایا گیا ہے۔اب دیکھو کہ یہ کیسا مبارک چکرہے جو درود میں قائم کیا گیا ہے گویا درود کی دعا کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ خدا یا ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل برکات آپ کی ذات تک ہی محدود ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ ان کا سلسلہ قیامت تک وسیع ہوتاچلاجائے اور آپ کے روحانی اظلال دنیا میں ظاہر ہو کر ہمیشہ آپؐ کا نور اور روشنی پھیلاتے رہیں۔

اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ درود کی دعا پوری ہوئی یا نہیں اور اگر پوری ہوئی تو کس رنگ میں پوری ہوئی۔ سواس کا سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ دعا اپنی مکمل شان میں پوری ہوئی بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا کی طرف سے اس بات کا علم دیاگیاتھا کہ ہماری سکھائی ہوئی درود کی دعا اس اس رنگ میں پوری ہوگی۔ چنانچہ اس دعا کی عام تجلّی تو یہ ہے کہ امت محمدیہ کو باکمال اولیاء اور عدیم المثال علما ء کا غیر معمولی ورثہ عطا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں کہ:۔

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

''یعنی میری امت کے روحانی علماء (جن میں ہر صدی کے مجدد بھی شامل ہیں) اپنی شان اور روحانی کمالات میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے''پس یہ جو امت محمدیہ میں ہزاروں باکمال اولیاء اور ہزاروں خدارسیدہ علماء گزرے ہیں جو اپنے اپنے زمانہ میں ظاہری علم کے ساتھ ساتھ خدائی کلام سے بھی مشرف ہوتے رہے ہیں اور جن سے سمائِ اسلام کا چپّہ چپّہ مزیّن نظر آتا ہے ،یہ سب اسی درود والی مبارک دعا کا کرشمہ ہیں''

مگر اس عام روحانی ورثہ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک ظلِّ کامل اور بروزِ اتم کا بھی وعدہ تھا۔ جس کی بعثت کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ قرار دیا گیاتھا۔ جیسا کہ سورہ جمعہ کے الفاظ واٰخرین منهم (یعنی آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک بروز کے ذریعہ دوبارہ معبوث کرے گا) میں بتایا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے یُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ...۔(یعنی آنے والا مصلح اپنی وفات کے بعد اپنے روحانی مقام کے لحاظ سے میرے ساتھ ہی رکھا جائیگا۔) کے الفاظ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سو یہ وعدہ بھی حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کے وجود میں پورا ہوگیا۔ گویا جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے نتیجہ میں آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے اسی طرح کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کی دعا کی تکمیل کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لے آئے۔ اور ابھی نہ معلوم قیامت تک آپ کے کن کن اور روحانی اظلال نے آسمانِ ہدایت پر طلوع کر کے درود والی دعا کو پورا کرنا ہے۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمدٍ وبارك وسلم۔

خلاصہ کلام یہ کہ درود میں حضرت ابراہیمؑ کی مثال بیان کرنے سے حضرت ابراہیمؑ کے کسی ذاتی کمال کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعاکی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ظہور میں آیا اور غرض یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود پیدا ہوا۔ اسی طرح اب اے خدا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپؐ کے روحانی اظلال کا سلسلہ بھی تا قیامت جاری رہے۔ اوراس ذریعہ سے ایک ایسا مقدس دور قائم ہوجائے جو تیرے آخری نور کے ذریعہ دنیا میں ہمیشہ اجالا رکھے۔ اس نکتہ کے حل ہونے کے بعد میری روح کماصلیت علیٰ ابراهیم کے الفاظ پر رُکنے اور جھٹکا کھانے کی بجائے ایک خاص قسم کے روحانی سرور اور ایک خاص قسم کی روحانی لذت کی حالت میں تسبیح کرتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے۔ اور ان چمکتے ہوئے آسمانی ستاروں اور اس درخشاں ظلی شمس وقمر کا نظارہ کرنے میں جن سے آج فضاء اسلام مزیّن ہے۔ ایک ایسا لطف محسوس کرتی ہے جو اس سے پہلے کبھی میسر نہیں آیاتھا۔

اللهم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراهیم وبارك وسلم۔ اللهم صل علیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراهیم وبارك وسلم

اللهم صل علیٰ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراهیم وبارك وسلم۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمین۔ (مطبوعہ الفضل 30 جولائی 1948ء)

مکرم افضال احمد عابد کی یاد میں

ریاض محمود باجوہ۔جرمنی

مکرم افضال احمد عابد آف جرمنی مورخہ 5 جنوری 2020ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی عمر 65 سال تھی۔ آپ 26 جنوری 1957 ء کو کوٹ احمدیاں ضلع بدین میں پیدا ہوئے۔

آپ مکرم چوہدری منیر احمد کے بیٹے اور مکرم چوہدری غلام حیدر کے پوتے تھے۔ اِسی طرح آپ مکرم اقبال احمد منیر مربی سلسلہ گلشن جامی کراچی کے بڑے بھائی اور مکرم مغفور احمد منیب سابق مبلغ جاپان کے برادر نسبتی تھے۔

مکرم فرید احمد نوید پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا مرحوم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کے خاندان کا تعلق تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور انڈیا سے تھا۔ جو پاکستان بننے سے بہت پہلے ہی ہجرت کرکے سندھ آگیا تھا اور کوٹ احمدیاں جماعت اسی خاندان کے ذریعہ قائم ہوئی تھی۔ آپ کے پڑدادا حضرت چوہدری مولا بخش نے خاندان میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی۔ اُن کی بیعت 1895ء یا اس سے پہلے کی ہے۔ کیونکہ مرحوم کے دادا جان مکرم چوہدری غلام حیدر بہشتی مقبرہ ربوہ (دارالفضل) میں مدفون ہیں۔ اُن کے کتبہ پر اُن کی تاریخ پیدائش 1895 ء لکھی ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ وہ پیدائشی احمدی تھے۔

ویسے تلونڈی جھنگلاں کا سارا گاؤں حضرت حکیم مولوی رحیم بخش آف گورداسپور کی تبلیغ سے احمدی ہوا تھا۔ یہ وہی مولوی رحیم بخش صاحب ہیں جن کے دو بیٹے ڈاکٹر عبد القدوس اور ڈاکٹر عبد القدیر کو ضلع نواب شاہ میں شہید کردیا گیا تھا۔

آپ خداتعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کی میّت ربوہ لے جائی گئی۔ بہشتی مقبرہ (دارالفضل) میں آپ کی تدفین ہوئی۔

خاکسار جب نائے ویڈا آیا تو معلوم ہوا کہ قریب ہی 8-10 کلومیٹر کے فاصلہ پر مرحوم کی ذاتی رہائش تھی۔ اُس جگہ کا نام پلائیڈ ہے۔ یہ جماعت آپ ہی کے ذریعہ قائم ہوئی اور آپ گیارہ سال تک مسلسل اس کے صدر رہے۔ یہ 1986 ء کی بات ہے جب احباب جماعت کی تعداد نوئے ویڈ شہر میں زیادہ ہوگئی تو پھر 1997 ء میں پلائیڈ کی بجائے جماعت کا نام نوئے ویڈ رجسٹر ہوگیا۔

میری آپ سے پہلی ملاقات آپ کے گھر پلائیڈ میں ہی ہوئی تھی۔ خاکسار کوبلنز سے اپنے بھائی کے ساتھ مرحوم کی والدہ صاحبہ کی وفات پر تعزیت کےلئے آیا تھا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ملاقات تو ہوتی رہی مگر نوئے ویڈ شہر آنے کے بعد آپ سے دن بدن روابط بڑھتے رہے۔ تعلق مضبوط ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ہمارا رابطہ ہر وقت رہنے لگا۔ میں نے اُن کو ایک مخلص، صاف گو، وعدوں کا پابند، سچا ہمدرد اور مہربان تعاون کرنے والا دوست اور بھائی پایا۔ مربیان کرام کا تو بہت احترام کرتے تھے۔ مربیان کی خدمت کرکے بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ کے اخلاق ہی آپ کی یادوں کو تازہ رکھنے کا بڑا ذریعہ اور محرک ہیں۔ آپ کی بے لوث محبتوں اور مروتوں کے ہم مقروض ہیں۔ یہ ایسا قرض ہے جو آسانی سے چکایا نہیں جا سکتا۔

میں نے اُن کی جن خوبیوں کا مشاہدہ کیا ۔ اُن میں مہمان نوازی کا جذبہ بے مثال تھا۔ جاب بھی تھی۔ جو بہت مشقت والی تھی۔ وہ بھی اس عمر میں باقاعدہ کررہے تھے۔ احمدیت کے لئے بڑے دلیر اور غیرت مند تھے۔ پُر جوش داعی اِلی اللہ بھی تھے۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی آپ کے زیر تبلیغ رہتا تھا۔ خدمت خلق میں بھی ہمہ تن مصروف رہتے۔ آپ کی بے لوث مصروفیات دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے اور جو بھی کام ہوتے اُن میں حتی الامکان تعاون کرتے۔ نیکی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور نیکی کے کام کو شوق سے کرتے تھے۔ کام کسی کا بھی ہو ٹال مٹول کی عادت نہیں تھی۔ جماعتی کاموں کو ذاتی مصروفیت پر سوائے اشد مجبوری کے ترجیح دیتے تھے۔ تنگی کی زندگی کو آپ نے صدق سے قبول کیا ہوا تھا۔ جرمنی میں آپ نے تقریباً 35 سال محنت اور مشقت کے رنگ میں گزارے۔ آپ کی زندگی جہد مسلسل کی عمدہ مثال تھی۔ آپ کا گھر مسجد نوئے ویڈ سے 8-10کلومیٹر دور تھا ۔ سردی میں نماز فجر کے لئے جب آتے تو کوشش کرتے کہ کسی کو ساتھ لیتے جائیں۔

باجماعت نماز کے پابند تھے، تہجد گزارتھے، دعا گو بھی تھے۔ نماز جمعہ پر مسجد سے پہلے مسجد آنے کی کوشش کرتے تھے۔ پہلی اذان دے کر سیکیورٹی کی ڈیوٹی کرتے۔ جب خدام ڈیوٹی پر آجاتے تو پھر آپ اندر آجاتے تھے۔ 5 جنوری کو وفات ہوئی۔ 3 جنوری کا جمعہ آپ نے ''بیت الرحیم'' نوئے ایڈ میں پڑھا۔ اُس دن بھی اذان آپ ہی نے دی۔ وفات کی رات سونے سے پہلے تقریباً پونے گیارہ بجے تک خاکسار سے فون پر بات ہوتی رہی۔ اُسی رات سونے سے پہلے ایک بکرا صدقہ کی اپنی طرف سے رسید بھی کٹوائی۔ صدقہ کی رقم بھی اُسی رات ہی کو بھجوادی۔ پھر جب سوئے ہیں تو ابدی نیند ہی سو گئے۔ خلوص و وفا اور ایثار و فدائیت کے لبادے میں لپٹا ہوا ہمارا دوست، ہمارا بھائی اب بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہے۔

تقریباً گیارہ سال آپ صدر جماعت رہے۔ پھر بطور سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری امور عامہ بھی رہے۔ پھر زعیم مجلس انصاراللہ نوئے ویڈ اور ناظم علاقہ انصاراللہ بھی رہے۔ ہر کام بڑی تیزی سے کرتے تھے۔ جماعتی مفاد کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور اس کے لئے جو ممکن ہوتا وہ کرتے تھے۔

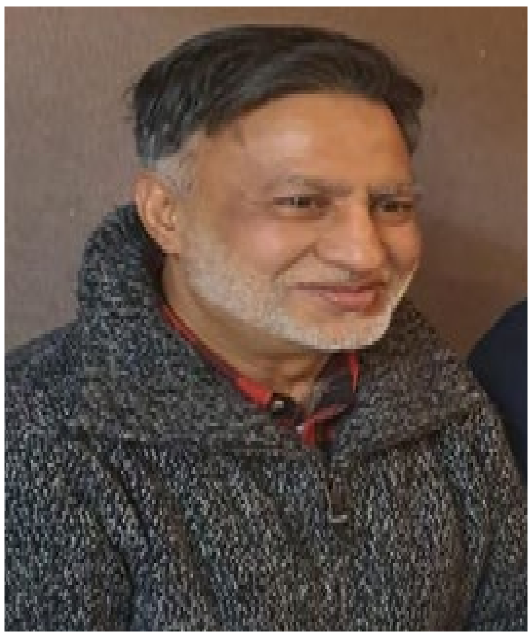

خلیفہ وقت کی خدمت میں باقاعدگی سے خط لکھتے تھے، اتوار 5 جنوری آپ کی وفات ہوئی اور ایک دن پہلے 4جنوری کو بھی آپ نے حضور انور کی خدمت میں دو عدد دعائیہ خط لکھے۔

خلافت سے عقیدت اور محبت کا رنگ نرالا تھا۔ جب بھی خلیفۃ المسیح جرمنی آتے تو مرحوم کی پوری کوشش رہی کہ زیادہ سے زیادہ باجماعت نمازیں حضور انور کی مبارک اقتداء میں ادا ہوں۔ اسی طرح ہالینڈ، بیلجیم، فرانس میں بھی جب امام وقت تشریف لاتے تو آپ وہاں بھی اپنی اہلیہ محترمہ، ایک بیٹی اور اس کے بچوں کو ساتھ لے کر پہنچ جاتے۔ جلسہ سالانہ انگلستان میں بھی ہر سال اپنی گاڑی پر جاتے تھے۔ بیت السبوح فرینکفرٹ میں جب حضور انور کا قیام ہوتا تو مرحوم تقریباً سو میل کا سفر کرکے نماز فجر پر پہنچ جاتے اور اپنے دو نواسوں کو بھی زیادہ تر ساتھ لے جاتے تھے۔

مالی قربانی میں بھی آپ کا شمار صف اوّل کے مجاہدین میں رہا۔ آپ کا بجٹ آمد کے مطابق رہا۔ تحریکات میں آپ کے وعدے ہمیشہ معیاری رہے۔ اپنے چندے بر وقت ادا کرتے رہے۔ محنت سے کماکر خدا تعالیٰ کی راہ میں بشاشت قلبی کے ساتھ خرچ کرتے رہے۔ ہر مد اور تحریک میں حصہ لینے کی کوشش کرتے تھے۔

جب بھی مسجد آتے تو چندہ ادا کرتے نظر آتے۔ الغرض مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ اہل خانہ، عزیز و اقارب اور رحمی رشتوں کا بھی بہت خیال رکھا۔

مرحوم نے لواحقین میں اپنی اہلیہ محترمہ قیصرہ عابد بنت مکرم چوہدری منور احمد خالد آف کوٹ احمدیاں ضلع بدین سندھ سابق پاکستان مینیجر اسٹیٹس (سندھ) حال مقیم کوبلنز (جرمنی) کے علاوہ تین بیٹے مکرم فرید احمد عابد آف پلائیڈ (جرمنی)، مکرم ذیشان احمد عابد حال مقیم یوکے، مکرم ابدال احمد عابد آف پلائیڈ (جرمنی) اور تین بیٹیاں مکرمہ فریحہ احمد عابد حال صدر لجنہ اماء اللہ کوبلنز جرمنی (حلقہ سٹی) اہلیہ مکرم منظر مسعود ، مکرمہ فائزہ احمد عابد زوجہ مکرم ابرار احمد ، مکرمہ ماریہ احمد عابد اہلیہ مکرم ثاقب احمد نیز دو پوتیاں، پانچ نواسے اور تین نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے۔آمین

فقہ کیا کہتا ہے

سفر میں نفلی روزہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رمضان کے روزوں کی بابت فرماتاہے:

فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَر (البقرہ:186)

ترجمہ:پس جو بھی تم میں سے اس(یعنی رمضان کے مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو توگنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا ۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے مسافر اور مریض کو رکھنے سے منع فرمایا ہے بلکہ ان کے لیے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ان روزوں کو دوسرے ایام میں پورا کریں یعنی جب سفر کے بعد مقیم ہوں یا اگر بیمار ہیں تو تندرست ہوجائیں۔تاہم نفلی روزوں کی بابت کسی آیت یا حدیث میں یہ ممانعت نہیں ملتی بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی روزہ کی بابت مسافر کو اختیار ہے چاہے تو وہ روزہ رکھ لے چاہے نہ رکھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ :

عَن عائشۃ اَنّ حمزۃ بن عمرو الاَسلمی قَالَ لِلنَبِیِّ ﷺ أَ أَصُومُ فِی السَّفرِ؟ وَ کَانَ کَثِیْرَ الصِّیامِ ، فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ.

(بخاری کتاب الصوم باب الصوم فی السفر والافطار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو الاسلمی جو بہت زیادہ (نفلی)روزے رکھا کرتے تھے ،نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا : اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہو تو نہ رکھو ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

’’میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لیے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔‘‘ (الحکم 31جنوری 1899ء صفحہ 7)

حضورؑ کے اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی رمضان کے روزے مسافر ہونے کی حالت میں رکھے ،وہ اس کے نفلی روزے شمار ہونگے اور بہر حال فرض روزے اسے دوسرے ایام میں دوبارہ پورے کرنے ہونگے کیونکہ قرآن کریم کے ارشاد کی روشنی میں مسافر کو رمضان کے فرض روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے،لہٰذا نفلی روزے تو سفر میں ہو جائیں گے تاہم فرض روزے مقیم ہونے کی حالت میں ہی رکھے جائیں گے۔

اسی طرح حضرت مصلح موعودرحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :۔

’’ نفلی روزہ مسافر بھی رکھ سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23جنوری 1931 بحوالہ خطبات محمود جلد 13 صفحہ 32)

مجلس مشاورت کے موقع پر ایک دوست نے سوال کیا کہ کیا سفر میں روزہ رکھا جاسکتا ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:۔

’’سفر میں فرض روزہ منع ہے نفلی نہیں۔‘‘

(خطاباتِ شوریٰ جلد سوم صفحہ 299، مجلس مشاورت1947ء)

ڈاکٹر فضل الرحمان بشیر ۔ تنزانیہ

جلسہ جات’’یوم مصلح موعودؓ‘‘ تنزانیہ

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 20 فروری کا دن خاص اہمیت کا حامل ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روز اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر مصلح موعود کی آمد کی پیشگوئی اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کی۔ اور آج اس دور میں تمام احمدی مسلمان اکنافِ عالم میں اس پیشگوئی کے حرف بہ حرف پورا ہونے پہ گواہ ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا 52 سالہ دور خلافت ،آپ رضی اللہ عنہ کی اسلام کی خدمت اور عوام الناس کی اصلاح کے لئے آپ کی کاوشیں اس پیشگوئی کی تکمیل کا ثبوت ہیں۔

احمدیہ مسلم جماعت تنزانیہ پیشگوئی مصلح موعود کی تکمیل کی خوشی میں ہر سال ماہ فروری میں پورے ملک میں اجلاسات کا انعقاد کرتی ہے۔ امسال بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملی۔ ملکی ، علاقائی اور مقامی جماعتوں کی سطح پر 200 کے قریب مقامات میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے تقاریر و خطابات سے 300 سے زائد جماعتوں کے 8408 افراد جماعت مستفید ہوئے اور 1462 غیر از جماعت افراد نے شرکت کی۔ الحمدللہ۔ اسی دن کی مناسبت سے ایک ریجن میں خدام نے خون کا عطیہ دیا۔ بعض دیگر ریجنز میں یوم مصلح موعود کے حوالہ سے فٹ بال کے میچز کروائے گئے، جس سے نوجوان نسل میں حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا تعارف ہوا۔

تمام جلسہ جات کا آغاز جماعتی روایات کے مطابق تلاوت و نظم سے ہوا۔مقررین نے اجلاسات میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کی تاریخ و پس منظر، اہمیت ، ظہور، تکمیل ،اس کے حوالہ سے ہماری ذمہ داریاں اور دور خلافت ثانیہ کے حالات و واقعات کےعناوین پر روشنی ڈالی۔ مزید برآں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت اورپیشگوئی کے مختلف پہلووں پر روشنی ڈالی گئی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور استحکام خلافت، آپ کے کارنامے، تحریکات، جماعت کے تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل اور کشمیر کے مسلمانوں کےلئے آپ کی مساعی کے موضوع پر بھی خطابات ہوئے۔اسی طرح ریڈیو احمدیہ متوارا نے سارا دن اس مناسبت سے متعدد پروگرامز نشر کئے۔ ملکی الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بھی اجلاسات کی کارگزاری اور جماعت کا تعارف طولاً و عرضاً ملک میں ہوا۔

مساجد کی اصل زینت

دہلی کی جامع مسجد کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ :

’’ مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔رسول کریمﷺ کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرتﷺ کے وقت میں دنیا داروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خداتعالیٰ کے حکم سے گرا دی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا۔ یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 8صفحہ 170۔ایڈیشن 1984ء)

کثرتِ اخراجِ ریح نواقضِ وضو میں نہیں

حضرت صاحبزادہ مرزابشیراحمدؓ تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم مرحوم نماز نہ پڑھاسکے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بھی موجود نہ تھے توحضرت صاحبؑ نے حکیم فضل الدین مرحوم کونمازپڑھانے کےلئے ارشادفرمایا۔انہوں نے عرض کیا کہ حضورتوجانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کامرض ہےاورہروقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔میں نمازکیسےپڑھاؤں؟ حضورؑ نے فرمایا ’’حکیم صاحب!آپ کی اپنی نماز باوجوداس تکلیف کے ہوجاتی ہے یانہیں؟‘‘انہوں نے عرض کیاہاں حضور نے فرمایا کہ: ’’پھر ہماری بھی ہوجائے گی۔آپ پڑھائیے۔‘‘

خاکسارعرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراجِ ریح جوکثرت کے ساتھ رہتاہو،نواقض وضومیں نہیں سمجھاجاتا۔

(سیرۃ المہدی جلد1صفحہ614,615)

اطلاعات اعلانات

ولادت

مکرم شاہد محمود مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو مورخہ 2 فروری2020ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل فرماتے ہوئے’’ہدیٰ شاہد‘‘ نام عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو لمبی صحت و سلامتی والی عمر عطا فرمائے اور نیک صالحہ،خادمہ دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آمین۔

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

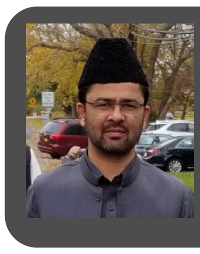

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
حضرت بابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آف انبالہ

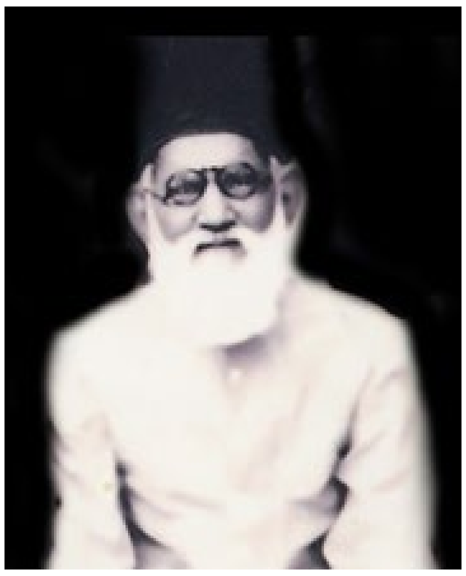

حضرت بابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ولد محترم حافظ اللہ بندہ انبالہ کے رہنے والے تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ٹریژری آفس میں بطور کلرک ملازمت کی۔ انبالہ میں ہی حضرت مولوی محمد علی الراعیؓ (وفات: مئی 1961ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) جو وہاں امام مسجد تھے، سے تعارف ہوا۔ ان کے احمدی ہونے پر سب ان کے مخالف ہوگئے، حضرت بابوعبدالرحمٰن بھی مخالفین میں شامل تھے لیکن جلد ہی حضرت میر قاسم علیؓ اور حضرت چوہدری رستم علیؓ کے زیرِ اثر احمدیت کے قریب آگئے اور اپنے خاندان سمیت 1903ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی، سارے خاندان کی بیعت کا اندراج اخبار بدر 15مئی 1903ء صفحہ 136 پر موجود ہے۔

آپ کی خود نوشت اخبار الحکم جنوری اور فروری 1940ء کے پرچوں میں قسط وار شائع شدہ ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد کا حال بیان کرتے ہوئے آپؓ لکھتے ہیں:

”میری انکساری اور غریب مزاجی کی وجہ سے میرے سب رشتہ دار اور دوست اور محلہ والے میرے سے خوش تھے۔ اور تعریف کیا کرتے تھے۔ مگر اب یکدم بیعت کی خبر سن کر سب رشتہ دار (علاوہ جدی رشتہ دار بفضل خدا سب میرے ساتھ بیعت میں شامل تھے۔) اور دوست ایذادہی کے در پے ہو گئے۔ کبھی پنچایت کرتے اور حقہ پانی بند کرتے۔ اور کبھی مولویوں کو بلا بلا کر ہمارے خلاف وعظ کراتے اور رشتہ داروں اور دوستوں اور پبلک کو ہمارے خلاف برانگیختہ کرتے۔ایک دکاندار شیر فروش ہمارے ساتھ تھا۔ اس سے دودھ لینابند کرا دیا۔ مزدوروں سے مزدوری کرانی بند کردی۔ اور رشتہ ناطہ بند کر دئیے۔ اور لوگوں کو نصیحت کرتے کہ اگر کوئی احمدی کے مکان کے نیچے سے گزرے گا۔ کافر ہو جاوے گا۔ قدرت خدا کی جو مولوی نصیحت کرتے۔ وہی میرے گھر پر آکر کھانا وغیرہ کھا جاتے۔ لوگ دیکھ کر بہت پشیمان ہوئے۔ بیعت کرنے کے بعد ہم نے نماز با جماعت چونکہ غیراحمدی امام مسجد کے پیچھے پڑھنی ترک کر دی۔ یا تو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیتے یا اپنے میں سے کسی کو امام بنا لیتے۔ اور نماز باجماعت کر لیتے۔ اس پر محلہ والے تنازعہ اور جھگڑا کرنے لگے۔ ہم نے رفع شر کے لئے نماز باجماعت مسجد میں اپنے امام کے پیچھے بھی پڑھنی ترک کر دی۔ بلکہ اپنے مکان پر نماز باجماعت پڑھ لیتے۔ (جو میں نے کرایہ پر لیا ہوا تھا) یہ مکان بھی مالک مکان نے خالی کرا لیا۔ پھر دوسرے مکان میں جو میں نے کرایہ پر لے لیا۔نماز باجماعت ادا کرتے۔“

حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پہلی حاضری کے متعلق آپؓ لکھتے ہیں:

”1903ء میں مولوی کرم الدین کے مقدمہ کی حضرت مسیح موعودؑ کی پیشی گورداسپور کے مجسٹریٹ لالہ چندولعل صاحب کی عدالت میں تھی۔ چوہدری رستم علی صاحب مرحوم نے کہا کہ میرا ارادہ پیشی مقدمہ پر جانے کا ہے۔ بہتر ہے کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا۔ اور ہم بیل گاڑی میں سوار ہو کر سیدھے گورداسپور پہنچے۔ شاید گیارہ یا بارہ بجے دن کا وقت تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عدالت سے واپس آ رہے تھے۔ چوہدری صاحب نے فرمایاکہ وہ حضرت صاحب ہیں۔ میں نے جب دیکھا تو حیران ساہو گیا۔ کیونکہ آپ ایسا لمباسیاہ کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اور کمر میں زریں پٹکی بندھا ہوا تھا۔حضور معہ خواجہ کمال الدین صاحب ایک دری پرجو ایک درخت کے سایہ کے نیچے بچھی ہوئی تھی ،بیٹھ گئے اور مقدمہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ اتنے میں وہیں پر کھانا آگیا۔نان اور گوشت سب کے سامنے۔ایک ہی قسم کا کھانا تھا۔ میں نے اور چوہدری رستم علی صاحب مرحوم نے بھی حضور کے پاس ہی بیٹھ کر کھانا کھایا۔ مقدمہ کی آئندہ تاریخ مقرر ہو گئی۔ شام کی ریل گاڑی سے بہ ہمراہی حضرت اقدسؑ گورداسپور سے بٹالہ آئے۔اور رات کو حضرت صاحب سرائے میں مقیم رہےاور ہم بھی وہیں پر رہے۔ علی الصباح بعد نماز فجر حضرت صاحب رتھ میں سوار ہو کر قادیان تشریف لے گئے۔ اور چوہدری صاحب اور دو تین اور احمدی ایک بمبوکاٹ میں بیٹھ کر قادیان پہنچ گئے......بعدہ میں اور چوہدری صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب .... تشریف فرما تھے۔ اور تقریباً دس بارہ دوسرے احباب حاضر تھے۔ جن میں مولوی حکیم نور الدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی تھے۔ بعد مصافحہ چوہدری صاحب نے میرا تعارف کرایا۔ میں نے حقیر سی رقم جو ایک رومال میں بند تھی،حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے رومال لے کر رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میری درخواست پر حضور نے بیعت لی۔اور بعد بیعت ہونے کے سب حاضرین نے دعا فرمائی۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر دہلی 1905ء کے موقع پر آپ بھی انبالہ سے دہلی آئے اور حضورؑ کی پاکیزہ صحبت سے فیض اٹھایا۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ 1904ء کے جلسہ سالانہ اور بعد کے جلسوں میں بھی قادیان حاضر ہوکر حضرت اقدسؑ کا نیاز حاصل کرتا رہا۔

مزید بیان کرتے ہیں کہ 1903ء میں جب میں پہلی مرتبہ قادیان شریف گیا اور احمدی ہوا، اس وقت قادیان محض ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بہت سے نئے مکانات قادیان کے اندر تعمیر ہوئے۔اور پھر حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں قادیان کے باہر مسجد نور، نور ہسپتال، عالیشان عمارت مدرسہ اور بورڈنگ اور بہت سے نئے مکانات تعمیر ہوئے اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وقت میں اس کثرت سے مکانات اور کوٹھیاں اور مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ کہ ریل سے قصبہ میں داخل ہوتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا لاہور کا عظیم الشان پر رونق حصہ ہے۔وَسِّعْ مَکَانَکَ جو الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔ وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ نیز حضورؑ نے فرمایا تھا۔کہ قادیان ترقی کرتا کرتا بیاس تک پہنچ جائے گا۔ چنانچہ اس کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے قادیان تک ریل جاری کرا دی۔ اور بیاس تک جاری ہونے والی ہے۔ ٹیلی گراف اور ٹیلیفون لگ گئی۔ بجلی کی روشنی کے کھمبے لگ گئے۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یعنی تیرے پاس لوگ دور دور سے آویں گے۔ اور تیرے پاس تحائف لیکر آویں گے۔ چنانچہ روزمرہ قادیان میں باہر سے لوگ آتے ہیں۔ اور بالخصوص جلسہ سالانہ پر ماہ دسمبر۔ تقریباً ہر ملک اور ہر شہر کے احباب بقدر پچیس چھبیس ہزار کے اس پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے جلسہ سالانہ پر قادیان آتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ میں نے بہت کچھ ترقی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی آنکھوں دیکھی۔ اور امید قوی ہے ایسی جیسا کہ ایک اور ایک دو ہوتے ہیں۔ اور یہ الہام کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور کہ تمام دنیا احمدی ہو جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پورے ہوں گے۔

حضرت بابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ انبالہ جماعت کے امیر تھے اور بحیثیت امیر آپ ہر طرح سلسلہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے متعلق کوشش کرتے رہتے، آپ کی ان کوششوں کا اظہار ناظر صاحب بیت المال قادیان کی ایک رپورٹ سے بھی ہوتا ہے، ناظر صاحب ایک جگہ مختلف جماعتوں کی رپورٹس میں جماعت انبالہ کی کارکردگی کے متعلق لکھتے ہیں:

”جماعت انبالہ ہمیشہ سے باقاعدہ اور بروقت چندہ دینے والی ہے یہاں تک کہ مرکز میں روپیہ کی اشد ضرورت کے معلوم ہونے اور حضرت کی چٹھی کے ملنے پر امیر جماعت بابوعبدالرحمٰن صاحب نے احباب سے چندہ ماہ دسمبر بھی پیشگی وصول کر لیا۔“ (الفضل 28جنوری 1930ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ چندہ خاص کی تحریک فرمائی اس میں بھی جماعت انبالہ نے نہایت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ناظر صاحب بیت المال رپورٹ میں لکھتے ہیں:

”جماعت انبالہ اپنے تمام چندوں کو نہایت باقاعدہ اور بروقت بھیجنے والی جماعت ہے۔ تحریک چندہ خاص جس دن ان کے ہاں پہنچی، امیر جماعت بابوعبدالرحمٰن صاحب نے نہایت توجہ سے کام لے کر اسی دن چندہ خاص کا فارم پُر کیا۔ باوجودیکہ یہ جماعت خاصی بڑی جماعت ہے، فارم مکمل کر کے جولائی کے پہلے ہی ہفتہ میں ارسال کر دیا تھا......“

(الفضل 24۔اگست 1928ء)

آپ خلافت سے بےحد اخلاص رکھنے والے تھےاور ہمیشہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھتے رہتے تھے، حضرت حاجی میراں بخشؓ آپ کی ایک بیماری کے احوال میں لکھتے ہیں:

”بابو عبدالرحمٰن صاحب عرصہ تین ماہ سے سخت بیمار تھے، ان کے معالجہ میں ہم نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ ان کی زندگی سے ہم بالکل مایوس ہوگئے تھے۔ بندہ حسب الحکم بابوصاحب موصوف روزانہ ایک کارڈ حضرت فضل عمر کی خدمت میں ارسال کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی دعاؤں سے بابو صاحب کو بالکل شفا ہوگئی ہے، فالحمدللہ“

(الفضل 17۔اکتوبر 1915ء)

انبالہ میں جماعت احمدیہ کی باقاعدہ مسجد نہیں تھی، آپ نے اپنی ذاتی جگہ مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دی چنانچہ جولائی 1933ء میں یہ مسجد تیار ہوگئی۔ (الفضل 8۔اگست 1933ء)

حضرت بابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مورخہ 11 مارچ 1947ء کو بعمر 81 سال وفات پائی، آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی (وصیت نمبر 3575) تھے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 4۔اپریل 1947ء کے خطبہ ثانیہ سے پہلے فرمایا:

”پہلا جنازہ بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت انبالہ کا ہے۔ بابوعبدالرحمٰن صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے صحابی تھے اور نہایت مخلص اور نیک انسان تھے۔ منشی رستم علی صاحب کی تبلیغ سے آپ احمدی ہوئے اور پھر اس کے بعد تمام عمر جماعت کی تربیت میں مصروف رہے۔ ان کی زندگی نیکی اور تقویٰ کی ایک مثال تھی۔ ایسے لوگوں کا گزر جانا قوم کے لئے ابتلاء کا موجب ہوتا ہے اور آنے والی نسلوں کا فرض ہوتا ہے کہ ان کی یاد کو اپنے دلوں میں تازہ رکھیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور ان کے روحانی وجود کو دنیا میں قائم رکھیں۔“

(خطبات محمود جلد28صفحہ 113،114۔ خطبہ جمعہ مورخہ 4۔اپریل 1947ء)

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ نانکی صاحبہ تھا جنہوں نے 27جولائی1952ء کو بعمر 86 سال وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 3574) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ کے بیٹے محترم عبدالمجید انبالوی نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

”26جولائی 1952ء کو میری والدہ محترمہ اہلیہ بابوعبدالرحمٰن مرحوم امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر بعمر تقریباً 90 سال جھنگ مگھیانہ میں انتقال فرما گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صحابیہ اور موصیہ تھیں۔ اُسی دن ان کی میت کو شام کے وقت ربوہ پہنچا دیا گیا، دوسرے دن صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہت لمبی دعا فرمائی۔ مرحومہ بہت نیک، پارسا اور کنبہ پرور خاتون تھیں۔“

(الفضل 3۔اگست 1952ء)

آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، دونوں بیٹوں محترم عبدالمجید اور محترم عبدالحمید کی بیعت کا اندارج آپ کی بیعت کے ساتھ ہی درج ہے، دونوں بیٹوں کو آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تعلیم الاسلام سکول قادیان میں داخل کرا دیا تھا چنانچہ دونوں بیٹوں کو حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت کا شرف بھی پایا۔

انیس احمد ندیم۔ جاپان

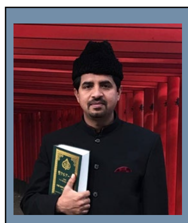

وبائی امراض اور آفات سماوی کے موقع پر ہمدردی کی تعلیم،حفاظتی تدابیر، استغفاراور دعاؤں کی نصیحت

آخری زمانے سے متعلق ایک طرف تو قرآن کریم اور احادیث آسمانی تغیرات اور قدرتی آفات کی خبر دیتے ہیں تو دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی کے وقت کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب دنیا میں بھونچال آئیں گے ،مری پڑے گی، قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی گی (بحوالہ متی باب24)

تو یہ دور آپ کی آمد ثانی کا دور ہوگا۔ گویا آفات سماوی کا نزول اور وبائی امراض کا پھوٹ پڑنا اس بات کی علامت ہوگا انسان زمانے کے مسیحا اور نجات دہندہ کو تلاش کریں۔

19ویں صدی عیسوی میں جہاں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی رُشد و ہدایت اور انسانیت کی مسیحائی کے سامان فرمائے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمادیا وہیں سابقہ نوشتوں اور ہزاروں سال پرانی پیش خبریوں کے مطابق دُمدار ستارے کے ظہور اوررمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگنے سے آسمانی تغیرات کا ظہور ہوا تو وہیں زلازل ، قحط اور وبائی امراض بھی زور سے حملہ آور ہوئیں تا وہ سعید اور بے قرار روحیں زمانے کے امام کو تلاش کر لیں جو دہائیوں سے آپ کی منتظر تھیں۔

گو یہ آفات سماوی ، وبائی امراض اور بلائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان تھیں مگر اللہ تعالیٰ کے مامورین اور مرسلین کے اوصاف کے عین مطابق جب آپ نے ان بلاؤں اور آفات کو انسانوں کی طرف بڑھتے ہوئے محسوس فرمایا تو جذبہ ترحم اور کمال ہمدردی سے خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں اور التجاؤں کے ساتھ انسانیت کی فلاح و بہبود میں مشغول ہوگئے اور ایسی بیش قیمت نصائح فرمائیں جو ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے راہ عمل ہیں ۔آپ فرماتے ہیں:۔

’’ہر ایک کو چاہئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بد گمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ390 ۔ اشتہار نمبر188)

گورنمنٹ کی ہدایتوں پر دل و جان سے عمل کریں

طاعون کی وباء کے ایام میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ قادیان میں طاعون کے بارہ میں آگاہی سے متعلق ایک جلسہ منعقد کیا جائے جس میں حکومتِ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات کو طبّی اور شرعی فوائد کے ساتھ بیان کیا جائے ۔ اس اشتہار میں آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

’’یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کو دل وجان سے پیروی کرکےاپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے ۔ اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کے پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ425 ۔اشتہار191)

گورنمنٹ کی مدد کریں اور اس کے شکر گزار ہوں

’’یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارہ میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں ،خوانخواہ ان کو بد ظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکر گزار ہوں کیونکہ یہی سچ ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدہ کے لئے تجویز ہوئی ہیں ۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 394۔ اشتہار نمبر188)

وبائی امراض کے وقت ڈاکٹروں اور نرسوں کے لئے ہدایات

’’ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہئے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارہ میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہوجائے ۔ اور مناسب ہوگا کہ بجائے اس کے کہ حکومت اور رعب سے کام لیا جائے ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بد گمانیاں پیدا نہ ہوں ۔اور مناسب ہے کہ خوش اخلاق ڈاکٹروں اور واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کرکے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جما دیں تااس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ391 ۔ اشتہار نمبر188)

وبائی مریضوں کو قرنطینہ میں رکھنے پر اعتراض نہ کریں

آجکل کورونا وائرس سے متاثرہ مریضوں کو قرنطینہ میں رکھنے اور پورے کے پورے شہروں کو قرنطینہ کردینے کے بارہ میں حکومتوں کے فیصلوں پر بسا اوقات انہیں تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور عوام کی طرف سے احتجاج سامنے آتا ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسی صورتحال پیش آنے کے بارہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

’’بے شک اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ گراں ہوگا کہ جس گھر میں بلاء طاعون نازل ہو تو گو ایسا مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کرکے ایک علیحدہ ہوا دار مکان میں رکھا جائے جو اس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو ۔اور اگر کوئی بچہ بھی تو اس سے بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں ۔۔۔۔پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کی جاتی ہے اور نا حق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بد گمانی سے دیکھا جاتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 391-392۔ اشتہار188)

ڈاکٹروں کے لئے Safety Firstکا اصول

’’طبیب اور ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ علاج معالجہ کرے اور ہمدردی دکھائے لیکن اپنا بچاؤ رکھے ۔ بیمار کے بہت قریب جانا اور مکان کے اندر جانا اس کے واسطے ضروری نہیں ۔ وہ حال معلوم کرکے مشورہ دے ۔ ایسا ہی خدمت کرنے والوں کے واسطے بھی ضروری ہے کہ اپنا بچاؤ بھی رکھیں اور بیمار کی ہمدردی بھی کریں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ192۔ جدید ایڈیشن)

وباؤں سے حفاظت کے لئے گھروں کو پاک وصاف رکھیں

’’تجربہ کی رُو سے یہ مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں اور اپنی بد روؤں کو گندہ نہیں ہونے دیتے۔ اور کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن سے بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں ۔پس گویا وہ اس طرح پریُحب المتطھرین کے وعدہ سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں ۔ لیکن جولوگ طہارت ظاہری کی پروا نہیں رکھتے ۔آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں اور خطرناک بیماریاں اُن کو آپکڑتی ہیں۔‘‘

(ایام الصلح،روحانی خزائن جلد 14صفحہ331-332)

گلی کوچوں ، کپڑوں اور بستروں کو پاک رکھا جائے

’’طاعون کی اصل جڑ بھی پلیدی ہے۔اس لئے برعایت اسباب ظاہر ضرور ہے اور وہ اس طرح پر کہ طاعون کے دنوں میں مکانوں اور کوچوں اور بد روؤں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکھا جائے اور ان تمام چیزیوں کو عفونت سے بچایا جائے۔‘‘

(ایام الصلح،روحانی خزائن جلد 14صفحہ331-332)

صفائی کے ساتھ دعا اور استغفار کی تعلیم

طاعون کی وباء کے ایام میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

’’ہر ایک پلیدی سے پرہیز رکھنا چاہئے ۔ کپڑے صاف ہوں ۔ جگہ ستھری ہو ۔ بدن پاک رکھا جائے ۔ یہ ضروری باتیں ہیں اور دعا اور استغفار میں مصروف رہنا چاہیے۔‘‘(ملفوظات جلد پنجم صفحہ192)

توبہ اور صدقہ وخیرات سے وباء ٹل سکتی ہے

’’معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ واستغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہوسکتی ہے ۔ لہٰذا تمام بندگانِ خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں ۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ سچے دل سے خدا کے احکام بجا لاویں ۔ نماز کے پابند ہوں ۔ہرایک فسق وفجور سے پرہیز کریں ۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔غریبوں اور ہمسائیوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ وخیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دُعا کریں ۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں ۔ غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں جو اپنے غضب سے ایک ہی دم میں دُنیا کو ہلاک کر سکتا ہے ۔

میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبۃ النصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 394۔ اشتہار نمبر 188)

دعائیں کریں تا یہ بلا رُک جائے

’’نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کرکے اس بلا کے دُور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا رُک جائے یا اس حد نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کر دیوے ۔ یاد رکھو کہ سخت خطرے کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے ۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے ۔‘‘(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 394۔ اشتہار نمبر 188)

راستباز کی دعا سے وباء دُور ہوسکتی ہے

’’بالخصوص میں اپنی جماعت کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ یہی وقت توبہ استغفار کا ہے ۔ جب بلا نازل ہوگئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے ۔ اب اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ ۔ باہمی ہمدردی اختیار کرو ۔ ایک دوسرے کو تکبر اور کینہ سے نہ دیکھو ۔ خدا کے حقوق ادا کرو اور مخلوق کے بھی تا تم دوسروں کے بھی شفیع ہوجاؤ ۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک بھی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی ۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا اس شہر کو کھا جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں ۔ معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وباء کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا کھاجانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستبازوں کے وجود سے خالی ہے ۔ تب اس شہر سے جلد نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو ۔ ایسے شہر سے نکلنا طبّی قواعد کے رو سے مفید ہے ۔‘‘(مجموعہ اشتہارا ت جلد سوم صفحہ182۔ اشتہار نمبر243)

چاہئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد سے بھر جائیں

’’اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی ہے اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دُور ہوتی ہے ۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے۔ مگر صرف زمینی کوششیں کافی نہیں ۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے ۔ یہ بلا اسی کے ارادے سے ملک میں پھیلی ہے ۔ کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنے رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کرے گی اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں ۔سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو ۔ چاہئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے دل نرم ہوجائیں ۔‘‘

(مجموعہ اشتہارا ت جلد سوم صفحہ182۔ اشتہار نمبر243)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ارشد محمود خاں۔ گلاسگو

جماعت احمدیہ گلاسگو اسکاٹ لینڈ کی تبلیغ سے قازقستان روس میں احمدیت کا آغاز ہوا

خاکسار اسکاٹ لینڈ سے تعلق رکھنے والے ایک اہم تاریخی واقعہ کی کچھ تفصیل بیان کرنا چاہتا ہے۔ اُمید ہے کہ یہ واقعہ احباب جماعت کیلئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔

مورخہ 7 نومبر 1990ء کو ایک روسی بحری مسافر جہاز ایڈنبرا کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا جس میں 80 سے زائدروسی مسلمان مرد اور خواتین بھی شامل تھیں۔ اُن کو خوش آمدید کہنے کے لئےلندن سے روسی ڈیسک کےانچارج مکرم کلیم خاور اور ایک روسی احمدی دوست راویل بُخاری صاحب Raveel Bukhari ایڈنبرا سےمکرم ڈاکٹر نعیم احمد ، ایڈنبرا کے صدر مکرم ملک حفیظ الرحمٰن ، گلاسگو سے مکرم وسیم احمد چیمہ مبلغ اسکاٹ لینڈ، مکرم عبدالغفار عابد صدر جماعت گلاسگو اور رشیداحمدظفر جرنلسٹ موجود تھے۔ جہاز میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد یہ سارے احباب جہاز کے اندر گئے۔ مسافروں نے اُن کا خیر مقدم کیا اور قہوہ اور چاکلیٹ کے ساتھ تواضع کی نیز ہر ایک کو ایک تاشقند کی بنی ہوئی ٹوپی بطور تحفہ دی۔ تمام روسی مسلمانوں کو گلاسگو مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی گئی جو اُنہوں نے قبول کی اور اگلے دن مورخہ 8 نومبر 1990ء کو وہ مشن ہاؤس تشریف لائے جہاں پر اُن کو خوش آمدید کہنے کے لئے باقاعدہ اجلاس ہوا جس کے آغاز میں مکرم ملک حفیظ الرحمٰن نے تلاوت کی اور مہمان روسی خواتین میں سے ایک نے اس تلاوت کا روسی زبان میں ترجمہ کیا۔

اس کے بعد ہر ایک روسی مہمان کو قرآنِ کریم کے روسی ترجمے کا ایک ایک نُسخہ مکرم عبدالغفار عابد صدر جماعت گلاسگو نے بطور تحفہ پیش کیا۔

مورخہ 9 نومبر 1990ء کو جب یہ جہاز ایڈنبرا سے روانہ ہونے لگا تو درج ذیل 8 احباب ان روسی مہمانوں کو الوداع کہنے کے لئے بندرگاہ پر گئے اور مہمانوں کو تحائف دیئے۔ لندن سے مکرم کلیم خاور ، مکرم راویل بُخاری اور مکرم متین احمد نیز گلاسگو سے مولانا وسیم احمد چیمہ مبلغ اسکاٹ لینڈ، صدر لجنہ ایڈنبرا مکرمہ بُشریٰ حفیظ ، مکرمہ محمودہ احمد نمائندہ لجنہ گلاسگو، مکرم منور احمد بی ٹی اور مکرم ملک حفیظ الرحمٰن ۔

اسکاٹ لینڈ جماعت کی اس محبت اور دعوت سے مُتاثر ہوکر ایک روسی دوست Mr. Yelemis Duisekov نے روس (قازکستان) واپس جاکر اسلام احمدیت قبول کرلی اور وہاں رہ کر دوسروں کو بھی تعارف پیش کیا۔ بقول ان روسی دوست کے اُن کے ملک کے اس حصہ میں کسی کو بھی پہلے جماعت کا تعارف نہیں تھا۔ اسی دعوت کے نتیجہ میں ایک اور دوست Mr. Nurym TAIBEK نےبھی احمدیت قبول کرلی اور یہ آج کل لندن مرکز کے روسی ڈیسک میں کام کررہے ہیں۔ مورخہ 22 مئی 2019ء کو یہ دوست ایک اور روسی وفد کو لے کر گلاسگو مسجد تشریف لائے تو یہ سارا واقعہ انہوں نے جماعت کے سامنے پیش کیا۔ اس لحاظ سے اسکاٹ لینڈ کی جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کی تبلیغ کے نتیجہ میں روس (قازکستان) میں بھی پیغام پہنچا، اگرچہ اس سے پہلے بھی روس میں احمدیت کا پیغام پہنچ چکا تھا اور مُبلغین کے دورہ جات کی تفصیل ہمیں جماعت کے لٹریچر میں ملتی ہے۔

عطاءالوحید۔ ہنگری

ہنگری میں جلسہ سیرت النبی ﷺ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سےاس سال کا پہلا پروگرام جلسہ سیرت النبی ﷺ کے مبارک موضوع پر رکھاگیا۔ پروگرام کے لئے24جنوری2020ء کا دن مقرر کیا گیا۔ احباب جماعت کو جلسہ کی اطلاع بروقت پہنچا دی گئی۔ یاد دہانی بھی کروائی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پربراہ راست سنایاگیا۔ دوستوں کی تواضع چائے سے کی گئی۔ نماز مغرب باجماعت ادا کی گئی اورپھر اجلاس کا آغاز کیاگیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عطاءالمقیت نے کی اورحدیث مکرم ظفریاب اور نظم مکرم عبد الستار بھٹی نے پڑھی۔آنحضور ﷺ کے بعض سوانحی واقعات مکرم وقاص احمد باجوہ نے پیش کئے۔

آخر پر خاکسار نے سیرت النبی ﷺ کے اہم موضوع پر اپنی تقریر کی اور دعا سے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا اس جلسہ کی حاضری 10رہی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کوعشق رسولؐ کوحقیقی رنگ میں سمجھنے والا اور عشق رسول کے رنگ اپنے پر چڑھانے والا بنائے ۔ اور اجلاس کے ثمرآور اثرات ظاہر فرمائے۔ آمین

اوقاتِ سحر و افطار

12مارچ 2020ء	وقتِ سحر	وقتِ افطار
مکہ مکرمہ	05:18	18:29
مدینہ منورہ	05:17	18:29
قادیان	05:21	18:34
ربوہ	05:01	18:14
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:32	18:03